بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

امارت شرعیہ کا قیام جن مقاصد کے تحت ہوا ہے،ان میں ایک اہم مقصد مسلمانوں میں تنظیم واجتماعیت کا پیدا کرنا بھی ہے،امارت کی تاریخ شاہد ہے کہ وہ اپنے اس نصب العین سے کبھی غافل نہ رہی ؛ بلکہ اس کی توجہ اور جدو جہد کا خاص موضوع یہی عنوان رہا ہے،امارت شرعیہ اپنے ہر کام میں کتاب وسنت ہی کو دلیل اور روشنی مانتی ہے،تنظیم امارت کے سلسلے میں بھی اس کا طریقۂ کار خالص اسلامی اصولوں پر مبنی ہے،اس رسالہ میں انہی اصولوں کی وضاحت اور طریقۂ کار کی تفصیل ہے۔اس کے مطالعہ سے پوری طرح واضح ہوجاتا ہے کہ امارت شرعیہ کی تنظیم کی بنیادیں کیا ہیں؟اوراس کے طریقۂ کار کیا ہیں؟ نیز تنظیم کے فرائض کیا ہیں؟اوراس کے تحت زندگی گذارنے والے مسلمانوں کی ذمہ داریاں کیا ہیں؟

ہمیں امید ہے کہ اس رسالہ کا مطالعہ محض سرسری طور پر نہیں کیا جائے گا؛ بلکہ اس میں مسلمانوں کی تنظیم واجتماعیت کے جوشرعی اصول بتلائے گئے ہیں،ان کے مطابق زندگی گذارنے کی کوشش کی جائے گی ———————— فقط

(احمد ولی فیصل رحمانی)

امیر شریعت بہار،اڈیشہ وجھارکھنڈ

۱۴۴۳/۶/۱۰ھ مطابق ۲۰۲۲/۱/۱۴ء

found.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

امارت شرعیہ اور اس کا نصب العین

اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے،اس کا دائرہ محض عبادات ومعاملات تک محدود نہیں؛ بلکہ زندگی کے تمام شعبوں اور گوشوں پر محیط ہے،یہ انسانوں کی محض روحانی اور اخلاقی تربیت کر کے چھوڑ نہیں دیتا، بلکہ ان کی عمرانی اور معاشرتی زندگی سے بھی بحث کرتا ہے اور اس کے لیے اپنے خاص اصول اور احکام رکھتا ہے،اس لیے کسی مسلمان کے لیے یہ ہرگز جائز نہیں کہ وہ انفرادی زندگی میں تو خدا کے احکام کی پیروی کرے؛ مگر اجتماعی زندگی میں من مانی اور خودرائی کی راہ اختیار کرے،ایسی زندگی کسی طرح بھی اسلامی زندگی نہیں کہی جاسکتی،جس اسلام نے خالص عبادات جیسے انفرادی اعمال کو بھی ایک خاص نظم اور ڈسپلن کے ساتھ ادا کرنے کا حکم دیا ہو، وہ اجتماعی زندگی میں انتشار اور خودسری کو کیسے برداشت کرسکتا ہے؛ بلکہ اسلام کا تو یہ خاص وصف ہے، جو سارے ادیان ومذاہب سے ممتاز کرتا ہے کہ اس کے جملہ احکام ونظام میں اجتماعیت کی روح کارفرما ہے۔

اسلام کی یہی وہ خصوصیت ہے کہ جس نے عرب کے وحشی اور آپس میں پشتہا پشت تک لڑنے والے قبائل میں اخوت وہمدردی کا بے پناہ جذبہ پیدا کردیا اور ایک ایسی طاقت بنادیا، جس کو قرآن کے بلیغ الفاظ میں ﴿بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ﴾ (سورۃ الصف: ٤) (سیسہ پلائی ہوئی دیوار) سے تعبیر کیا گیا ہے۔

لہذا یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ دنیا میں تنظیم واتحاد اور طاقت وقوت کا اصل سرچشمہ اسلام کی بتائی ہوئی جماعتی زندگی میں پوشیدہ ہے؛ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جماعتی

زندگی کا کوئی تصور مرکزیت کے بغیر نہیں کیا جاسکتا،اسلامی حکومتوں میں یہ مرکزیت خلیفہ یا حکمرانوں کو حاصل ہوتی ہے،جس کے ذریعہ اسلام کے تمام اجتماعی احکام وقوانین جاری ونافذ ہوتے ہیں اور سارے مسلمان اس کی اطاعت کرتے ہوئے ایک جماعتی نظام میں منسلک رہتے ہیں۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ جہاں قوت اور اقتدار مسلمانوں کے ہاتھ میں نہ ہو تو کیا ایسے ملک میں وہ سارے احکام وقوانین جو مسلمانوں کی اجتماعی زندگی سے متعلق ہیں،ترک کر دیئے جائیں گے؟ نہیں! ہرگز نہیں؛ بلکہ ایسی صورت میں اسلامی شریعت کی رو سے مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ اپنے میں سے کسی صالح اور دیندار شخص کو اپنا امیر شریعت (شرعی سردار) منتخب کرلیں اور اس کے ذریعہ ممکن حد تک تمام شرعی امور کا اجراونفاذ عمل میں لائیں اور ان کو امیر کی اطاعت کا جو حکم دیا گیا ہے،اسے پورا کریں۔

﴿یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ﴾ (سورۃ آل عمران: ٥٩) (اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اور اس امیر کی اطاعت کرو (یعنی حکم مانو) جو تم مسلمانوں میں سے ہو۔)

خدا کا شکر ہے کہ علماء کرام اور دردمندان ملت اس فریضہ سے غافل نہ رہے اور آج سے ایک سو ایک سال پہلے انہوں نے صوبہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے مسلمانوں کی ایک شرعی تنظیم قائم کردی جو امیر شریعت کے ماتحت مسلمانوں کو منظم ومتحد رکھنے اور نظام شرعی کے قیام وتحفظ کے لیے مسلسل کوشش کررہی ہے۔

تنظیم کی ضرورت: ہندوستان میں انگریزوں کے کامل تسلط کے بعد ہی سے یہاں کے علماء نے مسلمانوں کی شرعی تنظیم کی ضرورت محسوس کرلی تھی؛ لیکن آزادی کے بعد تو اس کی ضرورت واہمیت بہت زیادہ بڑھ گئی؛ کیوں کہ آج اس ملک میں احکام شرعی اور احکام الٰہیہ کا اجراونفاذ تو درکنار مسلمانوں کے دین وایمان، جان ومال، عزت وآبرو، تہذیب وتمدن، مساجد ومقابر اور دیگر مذہبی آثار وشعار کی حفاظت کا اہم مسئلہ درپیش ہے،ان مسائل سے نمٹنے کے لیے جس صلاحیت وقوت کی ضرورت ہے،اس کا حصول شرعی بنیادوں

پر مسلمانوں کی تنظیم کے بغیر ناممکن ہے، آج کل دنیا میں حقیر اور معمولی مطالبات کے حصول کے لیے جماعتیں قائم کی جاتی ہے، ایک خیال اور ایک مفاد کے افراد کو منظّم (Organise) کیا جاتا ہے اور پھر اس حاصل شدہ طاقت کے ذریعہ اپنا مقصد حاصل کیا جاتا ہے؛ لہٰذا مسلمانوں کے لیے جن کو اسلام ہمیشہ ”جماعت“ کی شکل میں دیکھنا چاہتا ہے، ایک جماعتی نظام (تنظیم) کے تحت زندگی بسر کرنا نہایت ضروری اور وقت کا اہم تقاضہ ہے۔

قرآن وحدیث میں اس کی تاکید: اوپر جو کچھ عرض کیا گیا وہ کوئی محض نظریاتی تجویز نہیں؛ بلکہ فرمان خداوندی اور منشاء رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عین مطابق ہے، قرآن شریف میں اللہ پاک نے فرمایا ہے:

﴿وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا﴾ (سورة آل عمران: ۱۰۳) (اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو اور ایک ہو جاؤ، جدا جدا یعنی فرد فرد اور ٹولی ٹولی نہ رہو اور آپس میں تفرقہ نہ ڈالو۔)

﴿وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا﴾ (سورة آل عمران: ۱۰۵) (اور مت ہو، ان کی طرح جو ٹولی ٹولی اور جدا جدا ہو گئے۔)

مذکورہ آیت میں مسلمانوں کو ایک جماعت کی شکل میں زندگی گذارنے کی ہدایت کی گئی ہے اور افتراق سے روکا گیا ہے، اسی طرح ایک دوسری جگہ مسلمانوں کے بارے میں ارشاد ہوا ہے۔

﴿وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ﴾ (سورة الشورىٰ: ۳۸) (ان کا (یعنی مسلمانوں کا) کام باہمی مشورہ سے ہوتا ہے۔)

اس جگہ بھی گویا مسلمانوں کے اجتماعی نظم ہی کی تعریف کی گئی ہے؛ کیوں کہ تمام کاموں کا باہمی مشورے کے ذریعہ انجام دینا جماعتی نظم وضبط کے بغیر ناممکن ہے، آیات قرآنی کے علاوہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بے شمار ارشادات ہیں، جن میں مسلمانوں کو ”عَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ“ ایک جماعت بن کر رہنے کی تاکید کی گئی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”اَلْمُسْلِمُ لِلْمُسْلِمِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا“. (ترتيب الأمالي الخميسية للشجري، في فضل قضاء حوائج المسلمين وما يتصل بذلك: ۲٤٦/۲، دار الكتب العلمية بيروت/وفي الصحيحين بلفظ: المؤمن للمؤمن) (مسلمان مسلمان کے لیے دیوار کی طرح ہے، جس کی ہر اینٹ دوسری اینٹ سے سہارا پاتی ہے اور سہارا دیتی ہے۔)

جماعتی زندگی کی اہمیت وتاکید سمجھنے کے لیے مندرجہ ذیل دو حدیثیں کافی ہیں۔

عن ابن عباس رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ...

”لَيْسَ أَحَدٌ يُفَارِقُ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَيَمُوْتُ إِلَّا مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً“. (الصحيح للبخاري، باب السمع والطاعة للإمام مالم تكن معصية، حديث نمبر: ۷۱۴۳) (حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جماعت سے ایک بالشت بھی باہر ہو جائے گا، اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔)

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ”يَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ هٰكَذَا ... وَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ“. (السنة لابن أبي عاصم، باب ماذكر عن النبي صلى الله عليه وسلم من أمره بلزوم الجماعة: ۳۹/۱، المكتب الإسلامي بيروت) (اللہ کا ہاتھ (مدد) اس طرح جماعت پر ہے... اور جو شخص جماعت سے علیحدہ ہوا، وہ آگ میں ڈالا گیا۔)

ان آیات واحادیث کی روشنی میں یہ بات واضح ہوگئی کہ ہر مسلمان کے لیے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم یہ ہے کہ وہ جماعتی زندگی گذارے، جماعتی زندگی کا ترک اسلامی زندگی کا ترک ہے۔

تنظیم کے نہ ہونے کے نقصانات: جس طرح خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام وہدایات پر عمل کرنے میں دین ودنیا کے فائدے ہی فائدے ہیں، اسی طرح ان کے خلاف کرنے پر دونوں جہاں میں سخت نقصانات بھی ہیں، چنانچہ تنظیم وجماعت سے علیحدگی پر آخرت میں ہونے والے انجام کا اندازہ جاہلیت کی موت اور جہنم کی آگ کی وعیدوں سے ہو گیا ہے؛ لیکن دنیا میں جس کو ہم آخرت سے مقدم سمجھتے ہیں، اس کے بے شمار اجتماعی اور انفرادی نقصانات کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔

جب مسلمانوں میں جدا جدا ٹولیاں بن جاتی ہیں اور آپس میں نظم واتحاد باقی نہیں رہتا تو اس کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوتا ہے کہ ملت بے حد کمزور ہو جاتی ہے اور اغیار کے دلوں پر سے اس کی ہیبت ختم ہو جاتی ہے، قرآن پاک اس کیفیت کو اپنے بلیغ الفاظ میں اس طرح بیان کرتا ہے۔

﴿اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْہَبَ رِیْحُکُمْ﴾ (سورۃ الأنفال: ٤٦) (اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی اور آپس میں نہ جھگڑو، ورنہ بزدل ہوجاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔)

حقیقت بھی یہی ہے کہ تنہا کچے دھاگے کو ایک بچہ بھی توڑ دے سکتا؛ لیکن یہی دھاگے مل کر جب ایک مضبوط رسی کی شکل اختیار کر لیتے ہیں تو کئی آدمیوں کی قوت بھی ان کو توڑنے سے عاجز رہتی ہے۔

جماعتی نظم کے فقدان کی وجہ سے قوم کو دوسرا نقصان یہ اٹھانا پڑتا ہے کہ وہ ذہنی وفکری انتشار کا شکار ہوجاتی ہے، ہر مسئلہ میں ہر شخص مختلف انداز میں سوچتا ہے اور دوسروں کی رائے کو غلط اور باطل ٹھہراتا ہے، اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مسائل کے حل میں سخت ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے اور قوم مایوسی اور دل شکستگی سے دوچار ہوجاتی ہے؛ جو کسی قوم کی ترقی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔

اس ذہنی اور فکری انتشار کا تیسرا نقصان یہ ہوتا ہے کہ قوم کے سامنے کوئی متحدہ مقصد اور نصب العین نہیں رہتا ہے؛ جس کی وجہ سے ہر شخص کے اندر پوشیدہ صلاحیتیں بے کار اور ضائع ہوجاتی ہیں یا غلط رخ اختیار کر کے اپنی ہی قوم کو عظیم نقصان پہونچادیتی ہیں، جیسے کسی بہتے ہوئے دریا کے آگے اگر بند لگادیا جائے تو اس کا پانی ابل کر اپنے کناروں کی آبادیوں کو غرق اور فصلوں کو برباد کردیتا ہے۔

اسی طرح تنظیم کے نہ ہونے سے لوگوں میں انفرادیت اور خودغرضی اور قوم وملت کے مفاد سے بے نیازی ہوجاتی ہے، دین وملت کا بڑا سے بڑا مفاد، حقیر اور معمولی ذاتی مفاد پر بے دریغ قربان کردیا جاتا ہے، آج ہماری روزمرہ کی زندگی میں اس کے مشاہدے عام ہیں اور امت کو اس کی وجہ سے جو شدید نقصان پہونچ رہا ہے، سب کی نظروں کے سامنے ہے۔

تنظیم اور مرکزیت ختم ہوجانے کی وجہ سے انسان میں سمع وطاعت کا جذبہ اور بات ماننے کی صلاحیت ختم ہوجاتی ہے اور انانیت، کبر ونخوت، خود پسندی اور خودرائی کے عیوب اس میں پیدا ہوجاتے ہیں، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ معاشرہ میں رواج پائی ہوئی غلط رسوم وروایات کا

مٹانا سخت مشکل ہوجاتا ہے؛ کیوں کہ سردار کی ہدایت یا کسی اجتماعی فیصلہ کے بغیر کسی غلط رسم ورواج کے خلاف اقدام ناممکن ہے، مثلاً آج کل ہمارے معاشرے میں تلک کی لعنت عام ہوگئی ہے، اس کا خاتمہ اسی صورت میں ممکن ہے، جب پورا معاشرہ اس کے خلاف آواز اٹھائے، اس کی مذمت کرے اور اجتماعی طور پر اس کے روکنے کی کوشش کرے؛ ورنہ محض انفرادی کوششیں کارگر نہ ہوں گی۔

اسی طرح غیر منظم سوسائٹی میں انسانی محبت وہمدردی اور ایثار وبہی خواہی کے پاکیزہ جذبات دب کر نفرت وحقارت کے سفلی جذبات ابھر آتے ہیں، نااتفاقی اور لڑائی جھگڑے کا ماحول قائم ہوجاتا ہے، جو اکثر فوجداری اور مقدمہ بازی کا سبب بن کر فریقین کی دولت اور وقت کی بربادی اور خواہ مخواہ کی پریشانی کا باعث ہوتا ہے۔

غرض! تنظیم نہ ہونے کے نقصانات بے انتہا ہیں، خدا ہم سب کو اس کا احساس نصیب فرمائے۔

صحیح تنظیم کیا ھے: تنظیم کی ضرورت واہمیت اور اس کے نہ ہونے کے مفاسد ونقصانات سمجھنے کے بعد سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر مسلمانوں کی تنظیم کی صحیح صورت کیا ہے؟ دنیا کے عقل مندوں اور حکیموں نے تنظیم کے بہت سے طریقے ایجاد کیے؛ جن میں جماعت سازی اور انجمن سازی کے طریقے آج ہر جگہ رائج ہیں؛ لیکن نبوت کی تعلیم نے جو طریقہ ہمارے لیے مقرر فرمایا، وہ ان سب سے مختلف اور ان سب سے بہتر ہے، اس کی پیروی سے دنیا میں بے شمار برکات اور منافع اور آخرت کی زندگی میں بے پایاں اجر وثواب ہے۔

جیسا کہ شروع ہی میں عرض کیا جاچکا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تنظیم اسلامی کا جو طریقہ بتایا، وہ قیام امارت وخلافت ہے، یہ اس درجہ اہم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”مَنِ اسْتَطَاعَ أَنْ لَایَنَامَ نَوْماً وَلَا یُصْبِحَ صُبْحًا إِلَّا وَعَلَیْہِ إِمَامٌ فَلْیَفْعَلْ“. (مسند الحارث، باب لا یبایع لأحد حتی یجتمع الناس علی أمیر واحد: ٦٣٣/٢، المدینۃ المنورۃ، رقم الحدیث: ٦٠٤) (تم میں جو شخص اس کی طاقت رکھتا ہو کہ کسی رات کو نہ سوئے اور صبح گذارے یا شام گذارے؛ لیکن اس حالت میں کہ اس پر کوئی امیر مقرر ہو تو ایسا ہی کرے۔)

چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تاکید ہی کی وجہ سے صحابہ کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد تدفین سے پہلے امیر المسلمین کا انتخاب ضروری سمجھا؛ پس مسلمانوں کے لیے اجتماعی تنظیم کا سب سے پہلا قدم امیر اور امارت کا قیام ہے؛ جو مسلمانان بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کی خوش نصیبی سے ایک سو ایک سال قبل امارت شرعیہ کے نام سے قائم ہو چکی ہے اور الحمدللہ پوری طرح فعال و متحرک ہے۔

تنظیم کا طریقہ: امارت شرعیہ کا پروگرام یہ ہے کہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے سارے مسلمانوں کو خواہ شہروں میں رہتے ہوں یا دیہاتوں میں، امیر ہوں یا غریب، جاہل ہوں یا تعلیم یافتہ، ایک امیر شریعت کے تحت منظّم و متحد کر کے ان کو صحیح معنوں میں اسلامی زندگی کی سعادت حاصل کرنے کا موقع فراہم کردے۔(۱)

مسلمانوں کی ایسی تنظیم کے قیام کے لیے امارت شرعیہ کے مرکزی دفتر سے ان قصبوں اور دیہاتوں میں جہاں مسلمان آباد ہیں، مبلغ بھیجے جاتے ہیں؛ جو وہاں پہونچ کر مسلمانوں کے سربراہ و ذمہ دار اور بااثر حضرات سے پہلے انفرادی ملاقاتیں کرتے ہیں اور ان کو امارت شرعیہ اور اس کی تنظیم کی اہمیت و ضرورت سمجھاتے ہیں؛ پھر ان کے مشورے سے بستی کے سارے مسلمانوں کا ایک اجتماع مسجد یا کسی دوسری مناسب جگہ پر بلاتے ہیں، اس اجتماع میں مبلغ صاحب خود یا بستی کے کوئی ذی علم و بااثر آدمی امارت شرعیہ اور تنظیم کی ضرورت و اہمیت سمجھاتے ہیں، اس کے بعد اس بستی کے سارے مسلمان باہمی رائے و مشورے سے اپنے میں سے ایک شخص کو اپنا سردار چنتے ہیں اور اس مبلغ کے واسطے سے یا براہ راست امیر شریعت کو اطلاع دے کر استدعا کرتے ہیں کہ میری بستی کا یہ آدمی نیک و محنتی ہے، مسلمانوں کی بھلائی کا درد، دل میں رکھتا ہے اور اس خدمت کے لیے آمادہ و تیار ہے؛ لہٰذا اس کو ہماری بستی کا سردار مقرر کر دیجئے، امیر شریعت اس منتخب شخص کو ''سند نقابت'' دیتے ہیں اور وہ اس بستی کے مسلمانوں کا سردار ہو جاتا ہے، اس کو اسلام میں ''نقیب'' کہتے ہیں، اسی لیے ایسے سرداروں کا لقب امیر شریعت نے بھی ''نقیب'' رکھا ہے۔

ایک بستی یا محلّہ میں ایک ہی نقیب ہونا چاہیے؛ لیکن آبادی اگر بہت بڑی ہو، اور مقامی حالات کا تقاضہ ہو تو اس کو حسب ضرورت چند حلقوں میں تقسیم کر کے ہر حلقہ کا الگ الگ نقیب بھی چنا جا سکتا ہے۔

نقیب: آبادی کے سارے مسلمانوں کا سردار ہوتا ہے اور امیر شریعت کا نمائندہ بھی، امیر شریعت کے احکام و فرامین اور ان کے دفتر کی ہدایات و پروگرام سے بستی کے مسلمانوں کو آگاہ کرنا اور ان پر عمل کے لیے آمادہ کرنا، اس کا فرض ہے، گویا بستی کے تمام دینی و اجتماعی کاموں کا وہ نگراں و سربراہ اور نظم وضبط کا ذمہ دار ہوتا ہے، اجتماعی نظام میں اس کی حیثیت بہت ہی اہم ہے۔

بلاک صدر وسکریٹری: ایک بلاک کی مسلم آبادی کے مواضعات کی تنظیم کر لینے کے بعد پورے علاقہ یا سب ڈویژن کے نقیبوں کو جمع کر کے ان کے مشورہ سے ایک شخص کو صدر اور ایک شخص کو سکریٹری چنا جاتا ہے، جو پورے علاقہ یا سب ڈویژن کے نقیبوں کی کارگذاریوں اور اس حلقہ کی تنظیموں کی نگرانی کرتے رہتے ہے۔

ضلع صدر وسکریٹری: اسی طرح جب پورے ایک ضلع کی تنظیم ہو جاتی ہے تو ضلع بھر کے نقیبوں اور بلاک کے صدر و سکریٹری کے مشورہ سے دو لائق اور ہوشیار کارکن کو سب پر سردار چنا جاتا ہے، جن کو ضلعی سطح پر صدر اور سکریٹری کہتے ہیں، ان کا فرض ہے کہ پورے ضلع کی اسلامی اور تنظیمی کاموں کی نگرانی کرتے رہیں۔

مشیران نقیب: جس اجتماع میں نقیب کا چناؤ ہوتا ہے، اس اجتماع

---

(۱) مسلمانان بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے سب سے پہلے امیر حضرت مولانا شاہ بدرالدین صاحبؒ سجادہ نشیں خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف پٹنہ منتخب ہوئے، ان کے بعد حضرت مولانا شاہ محی الدین صاحبؒ، ان کے بعد حضرت مولانا شاہ محمد قمرالدین صاحبؒ اور چوتھے امیر شریعت حضرت مولانا سید شاہ منت اللہ رحمانی صاحبؒ سجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر، پانچویں امیر شریعت حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحبؒ اور چھٹے امیر شریعت مولانا سید نظام الدین صاحبؒ تھے، ان کے بعد ساتویں امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی رحمۃ اللہ علیہ تھے، ان کے وصال کے بعد آٹھویں امیر شریعت کی حیثیت سے کاروان امارت شرعیہ کی قیادت مفکر ملت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی دامت برکاتہم فرما رہے ہیں۔

میں چند مشیروں کا بھی انتخاب کر لینا چاہیے، جو بستی کے سمجھ دار اور لائق آدمی ہوں؛ تاکہ امارت کے احکام وہدایات کے مطابق کاموں کے انجام دینے میں مقامی تقاضوں اور ضرورتوں کے وقت نقیب ان سے مشورہ لیتا رہے، یہ مشیران تعداد میں تین، پانچ، سات یا زیادہ ہوسکتے ہیں، ان کی تعداد کا تعین مقامی آبادی اور مصلحت کے مطابق ہونا چاہیے۔

اسی طرح ضلع وبلاک سطح کے صدر وسکریٹری کے بھی مشیر ہوسکتے ہیں، مشیروں کی ذمہ داری ہے کہ جب کبھی ان کو مشورہ کے لیے طلب کریں یا ان کا مشورہ چاہیں تو مشورہ کو امانت سمجھ کر پورے اخلاص کے ساتھ دیا کریں اور نقیب سے تعاون کرنا اپنا فرض سمجھیں۔

تنظیم امارت کے فرائض: جب کسی بستی یا قصبہ یا شہر میں امارت شرعیہ کی تنظیم قائم ہوجائے تو اس کو چاہیے کہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں سرگرم اور مستعد ہوجائے، اس وقت ہندوستان کے مسلمان اپنی قومی زندگی کے تقریباً ہر شعبہ میں زوال اور پستی کے شکار ہیں، چاہے وہ تعلیمی واقتصادی شعبہ ہو، یا مذہبی ومعاشرتی، ان کے اس پستی سے نکلنے اور اس ملک میں باعزت مقام حاصل کرنے کے لیے ان کو زندگی کے تمام شعبوں اور میدانوں میں پوری جدوجہد کی ضرورت ہے، انہیں حقائق کے پیش نظر امارت شرعیہ نے اپنی تنظیموں کے لیے مندرجہ ذیل مقاصد طے کئے ہیں۔

(الف) **اصلاح وتبلیغ:** تنظیم امارت کا سب سے اہم اور بنیادی مقصد یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کی مذہبی، اخلاقی اور معاشرتی اصلاح کے لیے پوری جدوجہد کرے، مسلمانوں کو احکام شریعت کی پابندی کی نصیحت، نماز روزہ، زکوٰۃ، حج کی ادائیگی کی تلقین کرنا، ناواقف مسلمانوں کو کلمہ اور نماز کی ترکیب یاد کروانا، نماز باجماعت کی اہمیت بتانا، آپس میں مساوات اور اسلامی بھائی چارگی کی فضا بنانا، ہر مسلمان کے احترام واکرام کا جذبہ پیدا کرنا، غیر شرعی اور مشرکانہ رسوم سے مسلمانوں کو بچانے اور غیر شرعی طور طریق سے اجتناب کی ہدایت کرنا، تنظیم امارت کا اولین فرض ہے، اس سلسلے میں تبلیغی نظام کو پوری مستعدی سے جاری رکھنے کی کوشش کی جائے، کم از کم ہفتہ میں ایک بار گھوم کر لوگوں کو مسجد میں لانے اور نماز کا پابند بنانے کی سعی کی جائے اور حدیث کی مفید کتابیں پڑھ کر سنائی

جائیں، لوگوں کو سمجھانے میں ان کے احترام کا خاص خیال رکھا جائے۔

مسلمانوں کو جہاں قوی ایمان، صالح اعمال اور معاشرتی واجتماعی نظم وضبط میں خود آراستہ ہونا ضروری ہے، وہاں حکمت اور موقع شناسی کے ساتھ اپنے غیر مسلم بھائیوں تک اسلام کی تعلیمات کا پہونچانا بھی ضروری ہے؛ تاکہ اسلام اور مسلمانوں کے متعلق جو غلط فہمیاں ان کے اندر ہیں، وہ دور ہوجائیں؛ لہٰذا مسلمانوں کے اندر دعوتی جذبہ پیدا کرنا اور بستی کے غیر مسلموں کے ساتھ خوشگوار تعلقات اور بہتر سلوک کی فضا پیدا کرنا بھی تنظیم کے مقاصد میں شامل ہیں۔

(ب) **نظم مساجد:** مسجدیں مسلمانوں کے ذہن وعمل کی تربیت گاہ اور ان کی دینی وملی جدوجہد کا مرکز ہیں، یہ محض پانچ وقت عبادت کی جگہ نہیں ہیں، اسی غلط تصور کا نتیجہ ہے کہ آج مسجدوں کی آرائش وزیبائش اور تعمیر میں اسراف کی حد تک خرچ کیا جاتا ہے؛ لیکن ان کی حقیقی ضرورتوں میں بہت تھوڑی رقم صرف کی جاتی ہے اور سخت بے اعتنائی برتی جاتی ہے؛ لہٰذا تنظیم امارت شرعیہ کا ایک اہم مقصد یہ ہے کہ مساجد کے نظام میں بھی تبدیلی لائی جائے اور اس میں ایک خاص نظم پیدا کیا جائے، جہاں تک ممکن ہو، ہر مسجد میں اچھے مؤذن رکھے جائیں، جو صحیح اذان کہہ سکیں اور مسجد کی خدمت اخلاص اور لگن کے ساتھ کریں، چاہے ان کو تنخواہ کچھ زیادہ ہی دینی پڑے، اسی طرح ایسے امام مقرر کئے جائیں جو صالح اور دین دار ہوں، اسلامی علوم اور دینی مسائل سے اچھی طرح واقف ہوں؛ جو اچھی نماز پڑھا سکتے ہوں اور مفید خطبہ دے سکتے ہوں اور مسلمانوں کی دینی واخلاقی تربیت کا شوق اور جذبہ رکھتے ہوں، خواہ ان کو بھی مشاہرہ زیادہ ہی کیوں نہ دینا پڑے۔

اس کے علاوہ مسجد میں اگر موقع اور گنجائش ہو تو وہاں ایک دار المطالعہ بھی قائم کیا جائے، جہاں اسلامی موضوع پر مفید کتابوں کا اچھا ذخیرہ ہو اور عام مسلمان اس سے استفادہ کرسکیں۔

(ج) **نظم واتحاد:** مسلمانوں کو اس وقت اتحاد واتفاق کی شدید ضرورت ہے؛ لہٰذا تنظیم امارت کا تیسرا مقصد یہ ہے کہ کلمہ اور دین کی بنیاد پر مسلمانوں میں نظم واتحاد کی فضا پیدا کی جائے، مسلک وعقیدہ، ذات پات یا جماعت وگروہ کی بنیاد پر اختلاف وانتشار سے مسلمانوں کو ہر حال میں بچایا جائے، پھوٹ اور انفاق کے نتیجہ سے لوگوں کو ڈرایا جائے، دین

وملت کے مفاد کو ذاتی اور گروہی مفاد پر ترجیح دینے کی تلقین کی جائے، مسلمانوں کے آپس کے جھگڑوں کو مقامی طور پر باہمی مفاہمت سے طے کر دیا جائے اور اگر بدقسمتی سے طے نہ ہو سکے تو لوگوں کو کہنا چاہیے کہ عدالتوں میں جا کر اپنے کو گنہگار اور زیر بار نہ کریں؛ بلکہ امارت شرعیہ کے قائم کئے ہوئے دار القضاء میں مقدمہ لے جائیں اور دین وشریعت کی رو سے فیصلہ کرائیں۔

(د) **ملی سرمایہ کا اجتماعی نظم:** مسلمانوں کا قومی سرمایہ جو صدقات وعطیات پر مشتمل ہے، اگر ایک اجتماعی نظم کے ساتھ جمع کیا جائے تو اس سے عظیم فائدے حاصل ہو سکتے ہیں، اس لیے تنظیم امارت کا چوتھا مقصد صدقات واجبہ ونافلہ اور عطیات کا اجتماعی نظم ہے۔

صدقات واجبہ کی رقوم: اسلام نے جس طرح مسلمانوں کو نماز باجماعت پڑھنے کی تاکید کی ہے، اسی طرح صدقات واجبہ یعنی زکوٰۃ، عُشر، چرم قربانی وغیرہ کو بھی اجتماعی طور پر ادا کرنے کا حکم دیا ہے؛ یہی وجہ تھی کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں کچھ مسلمانوں نے زکوٰۃ بیت المال میں جمع کرنے سے انکار کر دیا تھا تو انہوں نے ان لوگوں سے جہاد کرنے کا ارادہ فرما لیا تھا۔

اکثر علماء کی رائے ہے کہ زکوٰۃ انفرادی طور پر ادا نہیں ہوتی؛ بلکہ امیر شرعی کو دینے سے ادا ہوتی ہے؛ لہٰذا تنظیم امارت کی یہ ذمہ داری ہے کہ زکوٰۃ، عُشر، فطرہ اور چرم قربانی کی رقموں کو اجتماعی طور پر وصول کر کے اس سے مقامی محتاجوں اور جائز مدمیں خرچ کرنے کے بعد بقیہ رقم تفصیلی حساب کے ساتھ مرکزی بیت المال امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کے پتہ پر بھیج دے، اس طرح مقامی حاجت مندوں کی امداد بھی ہو جائے گی اور دینی وملی ضرورتوں میں خرچ بھی ہوگا۔

قومی محصول: جب کسی گاؤں یا قصبہ میں مسلمانوں کی تنظیم کی جاتی ہے (جس کا طریقہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں) تو تنظیم کے بعد نقیب یا مبلغ کے ذریعہ مسلمانوں پر قومی محصول کی تشخیص ہوتی ہے، جس کا طریقہ یہ ہے کہ ہر مسلمان پر اس کی حیثیت کے مطابق ایک رقم سالانہ مقرر کی جاتی ہے، جو ہر آدمی رضا کارانہ طور پر خود ہی ادا کرنا منظور کرتا ہے، یہ رقم ہر سال عامل (جو امیر شریعت کی طرف سے صدقات وعطیات کی وصولی پر مامور

ہوتے ہیں) یا نقیب کے ذریعہ وصول کی جاتی ہے، قومی محصول کی رقم مرکزی دفتر کے اخراجات کے لیے مخصوص ہے، (ایسے غریب جو بیس روپیہ سالانہ بھی نہیں دے سکتے، قومی محصول سے مستثنیٰ ہیں) نقیب کا فرض ہے کہ ہر سال پابندی سے یہ رقم وصول کرا کے مرکزی بیت المال کو روانہ کر دے۔

مٹھیا اسکیم: مسلمانوں کی بے شمار دینی وملی ضرورتوں کے پیش نظر امارت شرعیہ کی ایک اسکیم یہ ہے کہ مسلمانوں کے ہر گھر میں اس کا رواج پڑ جائے کہ جب بھی پکانے کے لیے غلہ نکالا جائے تو ایک مٹھی اناج ایک خاص برتن میں الگ کر دیا جائے، اس طرح مہینہ بھر میں جو غلہ جمع ہو جائے، وہ بستی بھر کا ایک جگہ (جہاں نقیب حکم دے) جمع کر دیا جائے، اس جمع شدہ غلہ کو فروخت کر کے جو قیمت آئے، وہ مقامی دینی واجتماعی ضرورتوں پر خرچ کر کے بقیہ رقم مرکزی بیت المال امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کو بھیج دی جائے، اس کے علاوہ ناگہانی ضرورت کی بنا پر امیر شریعت کی طرف سے اگر کسی مالی امداد کا اعلان کیا جائے تو نقباء، مستعد ہو کر اجتماعی نظم کے ساتھ رقم وصول کریں اور بیت المال امارت شرعیہ کو روانہ کر دیں۔

(ہ) **تعلیم:** تعلیمی میدان میں مسلمانوں کو کئی قسم کی مشکلات در پیش ہیں، ان سے نمٹنے کے لیے کئی سمتوں میں کوشش کی ضرورت ہے، اس سلسلہ میں امارت شرعیہ اپنی تنظیموں کو یہ ہدایت کرتی ہے کہ مسلمانوں کی ہر آبادی میں بچوں کی مذہبی تعلیم اور دینی ضرورت کے لیے دینی مکتب قائم کئے جائیں اور جہاں پہلے سے قائم ہوں تو ان کی ترقی کے لیے کوشش کی جائے؛ کیوں کہ سرکاری تعلیم گاہوں میں مذہبی تعلیم واخلاقی تربیت کا کوئی نظم نہیں ہے، جس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ بچے اپنے مذہب سے ناواقف اور اخلاقی طور سے بے بہرہ ہو رہے ہیں۔

(و) **اقتصادی ومعاشی اصلاح:** ہندوستان میں مسلمان آج جس پسماندگی کا شکار ہیں، ان میں اقتصادی اور معاشی پسماندگی بہت اہم ہے؛ لہٰذا اس سلسلہ میں امارت شرعیہ کی تنظیم کا خاص مقصد یہ ہے کہ اپنے گاؤں اور بستی کے مسلمانوں کی اقتصادی ومعاشی اصلاح کی ہر ممکن کوشش کرے، ان کو تجارت کا شوق دلائے، تجارت کر رہے ہوں تو ان کی ہر طرح ہمت افزائی کرے، گاؤں کی صنعتوں کو ترقی دے، حکومت جو امداد اس

سلسلے میں دیتی ہو،اس سے پورا فائدہ اٹھانے کی ترغیب دے،لوگوں کو ٹکنیکل علوم وفنون کے حاصل کرنے کا شوق دلائے،کسب حلال کی فضیلت اور اہمیت سے لوگوں کو روشناس کرے، غرض مسلمانوں کو معاشی پسماندگی سے نکالنے کی جائز کوشش کی جائے؛ کیوں کہ افلاس اکثر بگاڑ کا سبب بن جاتا ہے اور ایک حدیث کے مطابق تو بسا اوقات فقر کفر تک پہونچا دیتا ہے۔

(ز) **حزب اللہ کا قیام:** موجودہ حالات میں مسلمانوں کی ایک اہم ضرورت یہ ہے کہ مسلم نوجوانوں کی ایک تنظیم قائم کی جائے،جس کا مقصد مسلم نوجوانوں میں دینی شعور پیدا کرنا ہو؛ تاکہ وہ فکری اور عملی طور پر سچے مسلمان ہوں اور تمام نوجوان اپنے کردار وعمل کے لحاظ سے صحیح اسلامی کیرکٹر کا نمونہ ہوں،ان کا مقصد ہر مصیبت زدہ کی مدد کرنا اور ملت اسلامیہ کی سربلندی کے لیے جدوجہد کرنا ہو،حادثات میں مصیبت زدہ لوگوں کے لیے کام کرنے کی تربیت حاصل کرنا ان کے لیے ضروری ہو،نوجوانوں کی اس اسکیم کا نام حزب اللہ یعنی اللہ کی جماعت ہوگا۔

(ح) **شعبہ خدمت** (تحفظ مسلمین) اس وقت ملک میں بعض ایسی شرپسند طاقتیں سرگرم عمل ہیں،جو اکثریتی طبقہ میں مسلمانوں کے خلاف منافرت اور اشتعال پیدا کرکے فرقہ وارانہ فسادات کرانا چاہتی ہیں؛ تاکہ اس طرح اپنے سیاسی مقاصد میں کامیاب ہوں؛ لہٰذا مسلمانوں کو ہمیشہ ایسے لوگوں سے ہوشیار اور ان کی سازشوں سے چوکنا رہنا چاہئے،اس سلسلے میں تنظیم امارت کی خاص ذمہ داری یہ ہے کہ اگر کبھی فرقہ وارانہ فساد کا اندیشہ ہوجائے تو سب سے پہلے علاقہ کے شریف اور امن پسند ہندوؤں اور سیکولر طاقتوں کے تعاون سے کشیدگی اور منافرت کی فضا کو بدلنے کی کوشش کریں،افواہوں کی ہمیشہ تحقیق کریں، بغیر تحقیق کے کسی افواہ پر یقین نہ کریں اور حکام بالا کو بھی صورت حال کی اطلاع دیں؛ تاکہ وہ امن عامہ کو بحال رکھنے کی کوشش کریں۔

ان تمام احتیاطی تدابیر کے باوجود خدانخواستہ فساد ہوجائے تو جان ومال کی حفاظت پوری جرأت کے ساتھ کی جائے اور دفاع میں کوئی کوتاہی اور بزدلی نہ دکھائی جائے،ظالم کو ظلم سے روکنا اور مظلوموں کی مدد ہر مسلمان کا فرض ہے۔مسلمانوں کے مذہبی حقوق،مسلم

پرسنل لا کا تحفظ،مساجد ومقابر کی حفاظت بھی اسی شعبہ کے ذریعہ کی جاتی ہے۔

مرکزی دفتر سے رابطہ: مذکورہ بالا مقاصد کے حصول کی کوشش کے ساتھ نقیب کی ذمہ داری ہے کہ مرکزی دفتر امارت شرعیہ سے جو ہدایات ملیں،ان کو عمل میں لائے،اپنے حلقہ کی کارگذاریوں کی تفصیلی رپورٹ کم از کم مہینہ میں ایک بار ضرور مرکزی دفتر کو بھیجا کریں اور جب کسی مسئلہ میں مشورہ کی ضرورت ہو تو بذریعہ مراسلت مشورہ طلب کرلیں،ان تمام ذمہ داریوں اور فرائض کی ادائیگی میں نقیبوں اور تنظیم کے سارے ذمہ داروں کو کسی جاہ ومنصب،اعزاز واکرام اور نام ونمود کے حصول کے جذبے سے پرہیز کرنا چاہیے اور محض اللہ پاک کی رضا اور خوشنودی کے لیے سب کچھ کرنا چاہیے، جب ہی دین ودنیا کی برکت اور کامیابی حاصل ہوگی،ورنہ دونوں جہاں کا وبال گلے پڑ جائے گا،خدا نفس کے شرور سے ہم سب کی حفاظت کرے۔(آمین)

تنظیم کے تحت مسلمانوں کے فرائض: جہاں تنظیم کے بہت سارے فرائض وذمہ داریاں ہیں،وہیں اس کے تحت زندگی گذارنے والے مسلمانوں کی بھی بہت سی ذمہ داریاں ہیں،جن کو ادا کئے بغیر تنظیم کے فرائض کامیابی کے ساتھ پورے نہیں ہوسکتے۔

تنظیم کے تحت مسلمانوں کا سب سے اہم فرض یہ ہے کہ وہ اپنے سردار یعنی نقیب کی پوری اطاعت کریں،اس کا جائز حکم مانیں اور خواہ مخواہ اس سے اختلاف نہ کریں؛ کیوں کہ نقیب بستی میں امیر شریعت کا نمائندہ ہے،اس لیے اس کی اطاعت امیر کی اطاعت کے قائم مقام ہے۔

نقیب جس شخص کو جس کام پر مامور کردے،اس کو چاہیے کہ بشاشت اور خوش دلی کے ساتھ انجام دے،چاہے وہ اس کی خواہش کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

نقیب کا پورا احترام واکرام کرے،اگر کسی معاملہ میں اس سے اختلاف بھی کرے تو بہت ہی احسن طریقہ پر؛ لڑنے جھگڑنے کا انداز اختیار نہ کرے اور اپنی رائے پر اصرار نہ کرے،اپنے مشورہ کے قبول کئے جانے پر مغرور نہ ہو اور رد کئے جانے پر رنجیدہ نہ ہو،تنظیم کے تحت ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ ہمیشہ اس کا خیال رکھے کہ اس کی ذات آپس کے

found.

اختلاف کا سبب نہ بننے پائے، مسلمانوں کا اتحاد و یگانگت ہر حال میں اسے عزیز ہو، نقیب اگر شرعاً کسی ناجائز امر کا حکم دے تو اس کی اطلاع فوراً امیر شریعت کو دینی چاہیے؛ تاکہ اس کی تحقیقات کی جائے۔

آخری بات: امارت شرعیہ، اس کا نصب العین، اس کی تنظیم کی اہمیت اور اس کا نقشہ اور طریقہ کار، یہ تفاصیل آپ کے سامنے آچکیں، ہمیں یقین ہے کہ آپ کتاب وسنت کی روشنی میں تیار شدہ مسلمانوں کی تنظیم کے اس خاکہ سے پوری طرح متفق اور مطمئن ہوں گے، نیز آپ کا دل یہ ضرور چاہتا ہوگا کہ ایسی تنظیمیں جلد سے جلد پورے صوبہ میں قائم ہو جائیں؛ لیکن آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ ہزاروں شہروں، قصبوں اور دیہاتوں میں پھیلی ہوئی ڈیڑھ کروڑ کی آبادی کو منظم کرنے کے لیے گنتی کے چند مبلغ کافی نہیں؛ بلکہ ان کے لیے تو ہزاروں کی تعداد میں کارکن چاہئیں۔

ظاہر ہے کہ موجودہ حالات میں اتنی بڑی تعداد میں کارکنوں کا حاصل کرنا کسی ادارہ کے لیے ممکن نہیں؛ لہذا اجلد از جلد پورے صوبہ کی تنظیم کی صورت یہی ہیکہ مبلغین کی آمد کا انتظار کئے بغیر جن حضرات کی سمجھ میں بات آگئی ہے، وہ اس رسالہ میں بتائے گئے نقشہ کے مطابق اپنے علاقہ میں تنظیم کر ڈالیں اور اس کی اطلاع مرکزی دفتر امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ ۸۰۱۵۰۵ کو دیں؛ تاکہ یہاں سے نقیب کے نام سند نقابت اور ضروری ہدایات ارسال کر دی جائیں۔

جو لوگ بھی ایسا کریں گے، انشاء اللہ خدا کے یہاں بے پایاں اجر کے مستحق بنیں گے، ملت کے ذی شعور اور صاحب فکر افراد بالعموم اور اپنے مخلص اور پُر جوش نوجوانوں سے بالخصوص امید ہے کہ وہ اس جانب فوری اقدام کریں گے۔

وآخر دعوانا أن الحمد للّٰہ رب العالمین

(اشاعت چہاردھم۔۲۰۲۲ء، تعداد پانچ ہزار)